دینی علوم کی تدریس

اور ہمارے اکابر کی زہد و قناعت

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا سہارنپوری مدظلہ کا ایک مکتوب
جناب ناظم مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کے نام جس میں مدارسِ عربیہ
سے وابستہ حضرات کیلئے نصیحت و موعظت کا ایک دفتر پنہاں ہے۔

★

بگرامی خدمت حضرت ناظم صاحب مدرسہ مظاہر العلوم زاد مجدکم بعد سلام مسنون، یہ ناکارہ محرم ۱۳۳۵ھ میں مدرسہ میں بیس۲۰ روپے ماہانہ پر مدرس مقرر ہوا تھا۔ جبکہ میرے چچا جان مولانا محمد الیاس صاحب نور اللہ مرقدہٗ جو کہ کئی برس پہلے سے مدرس تھے۔ ترقیات کے بعد اکیس۲۱ روپیہ تک پہنچے تھے اور مولانا عبد الرحمان صاحب دام مجدہم جو پہلے مدرس تھے ترقی کے بعد سترہ۱۷ روپیہ تک [illegible] صاحب جو مجھ سے پہلے مدرس تھے پندرہ۱۵ روپیہ تک پہنچے تھے۔ میرا خیال ہے میری تنخواہ محض اکابر کے حسن ظن اور شفقت کی وجہ سے اتنی مقرر ہوگئی تھی جو میری حیثیت اور استعداد سے زیادہ تھی ان حضرات کا حسن ظن کا مبنیٰ میرے والد صاحب نور اللہ مرقدہٗ کا طرز تعلیم تھا کہ وہ خصوصی طلبہ سے تعلیم کے زمانہ میں بھی اسباق پڑھایا کرتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے انتقال ۱۳۳۴ھ کے سال میں بھی اپنے خصوصی شاگردوں کے اسباق، مقامات وغیرہ اسی ناکارہ کے حوالے کر رکھے تھے، اس کے بعد شوال ۱۳۴۴ھ تک جبکہ یہ ناکارہ دوسری مرتبہ حجاز گیا تو اس کے بعد سے مستقل طور سے تنخواہ چھوڑ دی تھی، متفرق ترقیات کے بعد پینتیس۳۵ تک پہنچی تھی۔ ان تمام ایام کی تنخواہ جو اس ناکارہ نے وصول کی تھی ۱۷، ۲ روپے تھی۔ اس ناکارہ کا ہمیشہ یہ خیال رہا کہ یہ تنخواہ جو ملتی رہی یہ میری حیثیت اور استعداد سے زیادہ ہے، اس کے علاوہ گو اس ناکارہ نے مدرسہ کے ہمیشہ بہت اہتمام کیلئے شدید بخار وغیرہ و دوسرے امراض میں بھی رخصت بیماری بہت کم لی۔ لیکن اکابر کے جو واقعات مدرسہ کی تنخواہ اور تحفظ اوقات سنتا اور دیکھتا رہا ہوں وہ بہت شدید ہیں۔ میں نے سنا ہے کہ حضرت مولانا محمد مظہر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کا معمول تھا کہ مدرسہ کے اوقات میں اگر کوئی [illegible] جاتا اور اس سے مزاج پرسی وغیرہ

میں چندمنٹ جو خرچ ہوجاتے توان کو اُسی وقت یاداشت میں لکھ لیتے ۔ اور مہینے کے ختم پر ان سب منٹوں کو جمع فرما کر اتنے وقت کو رخصت اتفاقیہ میں لکھوا لیتے اور حسب ضابطہ تنخواہ وضع کروایا کرتے تھے اپنے ضعف وغیرہ کی وجہ سے مدرسہ کے اوقات کا پورا تحفظ نہیں کرسکتا ۔ اب تک میں تنخواہ اس لئے لیتا رہا، کہ مولانا محمد یحیٰی صاحب میری نیابت میں بلا تنخواہ کام کرتے تھے ۔ اور میرا اور ان کا کام مل کر ایک مدرس سے زیادہ ہوجاتا تھا ۔ مگر اب ان کا انتقال ہوچکا ہے ۔ اس لئے میں اب تنخواہ لینے سے معذور ہوں ۔ تقریباً ایک سال تک حضرت قدس سرہٗ اس زمانہ کے سرپرستان حضرت رائے پوری حضرت تھانوی وغیرہ نور اللہ مرقدہم سے اس پر اصرار فرماتے رہے میں نے اپنے والد کو دیکھا کر سردی میں اپنا سالن مدرسہ کے حمام کے سامنے رکھ دیتے جو اسکی دور کی شعاع سے گرم ہوجاتا ۔ لیکن اس پر بھی سردی کے ختم پر دو چار روپے روپیہ اس کے معاوضہ میں چندہ کے نام داخل کرا دیتے تھے ۔ اس قسم کی متعدد واقعات کی بنا پر مجھے ہمیشہ سے اپنی تنخواہ کے واپس کرنے کا داعیہ رہا ۔ مگر بعض دوسرے خیالات اسکی تکمیل میں مانع رہے ۔ مندرجہ بالا تعداد میں سے تقریباً ایک ہزار روپیہ کی رقم میں مجھے خصوصی اشکال تھا ۔ اس لئے بندہ اسکی پیشکش تو ۱۳۴۵ھ میں کر چکا تھا جو اسی سال روئیداد میں مفصل طبع ہوچکا تھا ۔ اور وہ رقم پوری ہوگئی تھی ۔ بقیہ کی پیشکش اس وقت کرتا ہوں ۔ اس طرح پر کہ تو نقد پیش ہیں بقیہ بارہ سو میں سے اس ناکارہ کی حیات تک ۲۰/- روپیہ ماہانہ بندہ سے وصول ہوتے رہیں اور تکمیل رقم سے قبل اگر اس ناکارہ کا انتقال ہوجائے تو جتنا اس وقت باقی ہو ، وصیت کرتا ہوں بندہ کے کتب خانہ سے وصول کر لی جائے ۔ فقط والسلام

۱۱ر شوال ۱۳۸۰ھ

(مراسلہ حاجی محمود صرافہ بازار ۔ راولپنڈی)

[میں نے دیکھا کہ حضرت اقدس سہارنپوری آخر ۱۳۳۲ھ میں جب حجاز سے واپس تشریف لائے تو یہ فرما کر تنخواہ چھوڑ دی تھی کہ]